محترمہ فاطمہ جناح اور کشمیر

ثریا خورشید

محترمہ فاطمہ جناح کی بھرپور زندگی کے اتنے پہلو ہیں کہ جس کا بھی ذکر ہو ان کے خیالات کی ترجمانی ایک ضخیم کتاب شکل اختیار کر سکتی ہے۔ قائداعظم کی عظیم بہن جنہوں نے اپنی زندگی کے ۳۰ برس ان کے ساتھ گزارے، بالکل اپنے بھائی کا پرتو تھیں۔ ۱۰ کروڑ مسلمانوں کے ایک بے لوث لیڈر کی بے لوث بہن کو شاید ایسا ہی ہونا چاہیے تھا اور پھر اس میں یہ بات بھی تو غور طلب ہے کہ محترمہ کو قائداعظم کا طویل ساتھ ملا جس نے ان کی شخصیت کو اور بھی نکھارا اور جدت دی۔ اس زمانے میں جب برصغیر میں آزادی کی کٹھن جنگ لڑی جا رہی تھی وہ ہر محاذ پر اپنے بھائی کے ساتھ تھیں۔ وہ گھرداری اور عیال داری کے ساتھ ساتھ ان کی شریک سفر بھی رہیں۔ غیر معمولی صلاحیتوں کی مالک تھیں۔ ان کی تو پوری زندگی قوم کے لیے ایک کھلی کتاب ہے۔ جس سے رہنمائی حاصل کی جا سکتی ہے۔ آئندہ آنے والی نسلوں کے لیے درس لیا جا سکتا ہے۔ قوم کی عظیم رہنما کی وہ عظیم بہن ہر لحاظ سے ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ محترمہ کی زندگی کے جس پہلو کا بھی ہم مطالعہ کریں یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک منفرد سوچ کی مالک تھیں۔ ذہین تھیں اور قوم کا اثاثہ تھیں۔ کاش ان کی صلاحیتوں کا فائدہ اٹھایا جاتا اور ان باریکیوں کا جائزہ لیا جاتا جس انداز سے وہ سوچتی تھیں اور قوم کا درد رکھتی تھیں۔ قائداعظم قیام پاکستان کے بعد بہت جلد ہم سے رخصت ہو گئے لیکن مادر ملت بابائے قوم کے بعد ۱۹ برس زندہ رہیں۔ قوم کا درد محسوس کرتی رہیں۔ خاص موقعوں پر قوم کے نام پیغام بھی دیتی رہیں۔ فلاحی کاموں میں اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ قوم کی خدمت کرتی رہیں۔ مہاجرین کی آبادکاری کے لیے گراں قدر خدمات کیں۔ پھر ۱۹۶۴ء کا الیکشن ان کی زندگی کا ایسا زبردست کارنامہ ہے جس پر قوم کو فخر ہونا چاہیے۔ قوم کے اصرار پر متحدہ محاذ کے امیدوار کے طور پر انہوں نے ایوب خان جیسے آمر کا مقابلہ کیا۔ وہ دھاندلی سے ہار کر بھی جیت گئیں اور وہ دھاندلی سے جیتا ہوا الیکشن بھی ہار گیا۔

کاش! قائداعظم کی وفات کے بعد قوم انہیں ملک کا سب سے بڑا عہدہ خود پیش کرتی تو آج پاکستان کا شمار صف اول کے ممالک میں ہوتا۔ وہ جمہوریت کی ایک ایسی مثال تھیں جن کے باعث ہمارے ملک کی جڑیں کھوکھلی نہ ہوتیں۔ آدھا ملک ہمارے ہاتھ سے نہ جاتا اور پاکستان میں اتنا طویل مارشل لاء نہ رہتا۔ محترمہ کی زندگی کے تمام پہلو درخشاں ہیں لیکن اس وقت کشمیر اور مادر ملت کے حوالے سے میں آپ سے مخاطب ہوں۔ ہم سب جانتے ہیں کہ قائداعظم نے ہی کشمیر کو پاکستان کی ''شہ رگ'' کہا تھا۔ اور یہ روایت بھی محترمہ فاطمہ جناح کے حوالے سے ہی قائداعظم

کے ساتھ منسوب ہے کہ زیارت میں اپنی جان لیوا بیماری کے دوران انہوں نے نیم بے ہوشی کے عالم میں کہا تھا کہ' آج کشمیر کمیشن کے ارکان نے مجھ سے ملنے آنا تھا' گویا اس حالت میں بھی کشمیر ان کے ذہن پر حاوی تھا۔

قائداعظم کو بھی کشمیر سے بہت محبت تھی۔ وہ زندگی میں چار بار کشمیر گئے دو بار محترمہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ آخری بار وہ ۱۹۴۴ء میں کشمیر گئے اسوقت بھی محترمہ ساتھ تھیں۔ قائداعظم کو کشمیر کی سرزمین اور اہل کشمیر سے بھی بڑی عقیدت تھیں اور اس طرح باشندگان ریاست کو بھی قائداعظم کی ذات سے بے پناہ عشق تھا۔ اور یہ اسی عشق کا اعجاز تھا کہ انہوں نے اپنی ریاست کے پاکستان کے ساتھ الحاق کے لیے علم بغاوت بلند کر دیا اور اب اتنے سال گزر جانے پر بھی وہ تحریک جاری ہے اور اس وقت تک جاری رہے گی جب تک ریاست کا پاکستان کے ساتھ الحاق نہیں ہو جاتا۔ مادر ملت کی بھی کشمیر اور اہل کشمیر سے بے حد انسیت رہی۔ انہوں نے کمال ہمت سے آزاد جموں و کشمیر کے دورے کیے۔ جہاں مجاہدین کشمیر کے حوصلے بڑھائے وہاں لٹے پٹے مہاجرین کی امداد و اعانت بھی کی۔

قائداعظم کا آخری کشمیر کا سفر ۱۹۴۴ء میں ہوا تھا۔ یہ وہ ایام تھے جب سیالکوٹ میں صوبائی مسلم لیگ کا تاریخی اجتماع ہوا تھا۔ جس میں برصغیر کے تمام مسلم لیگی لیڈر جمع ہوئے تھے۔ اجلاس کی صدارت سردار عبدالرب نشتر نے کی تھی۔ سیالکوٹ کے اس اجلاس سے فارغ ہو کر قائداعظم ریاست جموں و کشمیر کے دورے پر روانہ ہو گئے تھے۔ ان کو کشمیر کے سیاسی لیڈروں کے علاوہ حکومت کشمیر نے بھی مدعو کیا تھا۔ یہ دورہ براستہ جموں ہوا تھا اور سیالکوٹ سوچیت گڑھ سرحد سے لے کر جموں تک فضا پھولوں کی خشبو سے مہک اٹھی تھی۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قائداعظم اور مادر ملت کا اتنا شاندار استقبال ہوا تھا کہ محترمہ کئی بار جب باتوں میں کشمیر کا ذکر کرتیں تو اس سفر کو بھی یاد کرتیں۔ جونہی ان کی موٹر ریاست کی سرحد میں داخل ہوئی پوری فضا، نعرہ تکبیر، اللہ اکبر، اسلام زندہ باد، قائداعظم زندہ باد، محترمہ فاطمہ جناح زندہ باد اور پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونج اٹھی تھی۔

محترمہ کے حوالے سے میں یہ بتانا چاہوں گی کہ وہ کشمیر کے الجھے ہوئے مسئلے کے متعلق ہمیشہ فکرمند ہوتی تھیں۔ بارہا کشمیر کے حوالے سے اس یادگار سفر کا بھی ذکر کرتیں۔ راستے کی سج دھج اور چاروں طرف سے ان پر پھولوں کی بارش کو دیکھ کر انہوں نے فرمایا تھا: میں نے ایسا منظر آج تک نہیں دیکھا۔ محترمہ فاطمہ جناح کو ایک الگ کار میں قائداعظم کی قیام گاہ ڈاک بنگلہ جموں بھیج دیا گیا۔ جہاں محترمہ نے خواتین کے وفد کو شرف باریابی بھی بخشا تھا۔ دوسرے روز وہ سرینگر روانہ ہوئے تھے۔ سرینگر میں اپنے قیام کے دوران مادر ملت نے مسلم خواتین سے رابطہ قائم کیا۔ اس سلسلے میں انہوں نے مسلم کانفرنس کے جنرل سیکرٹری کی والدہ ماجدہ جو ایک ماہر تعلیم تھیں اور اہلیہ کے ساتھ بھی بات کر کے کشمیری خواتین کو تحریک پاکستان میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ یہ انہیں کا اثر تھا کہ سرینگر میں ۱۹۴۴ء میں مسلم خواتین

نے مردوں کے ساتھ ساتھ تحریک پاکستان کو آگے بڑھایا اور ۱۹۴۷ء میں خواتین کے ایک وفد نے ادارہ اقوام متحدہ کے کشمیر کمیشن ہندو پاکستان کے سامنے پاکستان کے حق میں زبردست مظاہرہ کیا اور گرفتار ہوئیں۔اس طرح لوگوں کو اور حکومت کو کشمیری عوام کے حقیقی جذبات اور احساسات کا اندازہ ہوا۔

۱۹۴۷ء میں جب جنگ آزادی کشمیر کا آغاز ہوا تو محترمہ فاطمہ جناح نے کشمیر فنڈ قائم کیا اور اس فنڈ سے کشمیری مجاہدین کی مالی امداد کی۔آپ خود بھی محاذ جنگ پر تشریف لے گئیں اور مجاہدین کی حوصلہ افزائی کی۔آپ نے کشمیری مجاہدین کے کیمپوں کا بھی دورہ کیا اور ان کی قربانی اور خدمات کو سراہا۔آزاد کشمیر میں سدھن گلی، کے مقام پر ایک ریسٹ ہاؤس کے کمرے کے باہر یہ لکھا ہوا ہے کہ یہاں محترمہ فاطمہ جناح نے قیام کیا تھا۔یہ ریسٹ ہاؤس ڈوگرہ راجاؤں کے زمانے کا ہے۔یہاں چنار کے بڑے گھنیرے اور خوبصورت درخت ہیں جن کی سایہ دار گھنی شاخیں ریسٹ ہاؤس کے کمروں پر محیط ہیں۔محترمہ کو یہاں ضرور کشمیر کی یاد آئی ہوگی جو پھولوں اور چناروں کی سرزمین ہے۔

مادر ملت ہم سے اکثر کشمیر کا ذکر کیا کرتی تھیں اور کشمیر کے پاکستان کے ساتھ الحاق کو مثبت مقصد سمجھتی تھیں۔۔۔کشمیری خواتین کو کام اور کام کرنے کا درس بھی دیتی تھیں۔ان کا خیال تھا کہ ملکی حالات کے پیش نظر کشمیری خواتین کی ایک تنظیم ہونی چاہے اور آزاد کشمیر کو ایک مثالی خطہ بننا چاہیے۔ان کا خیال تھا کہ جب یہ خطہ جمہوری اقدار کی پاسبانی کرے گا سماجی اور اقتصادی لحاظ سے ترقی کرے گا تو مقبوضہ جموں وکشمیر کے لیے بھی یہ ترقی باعث کشش ہو گی۔آپ نے ہمیشہ آزاد کشمیر کی ترقی کے لیے کام کرنے پر زور دیا اور کشمیری نوجوانوں کو بےلوث طریقے سے سیاست میں آنے کا مشورہ بھی دیا۔ایک بار محترمہ آزاد کشمیر کے دورے پر بھی تشریف لے گئیں۔کشمیریوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا تھا اور اپنی روایتی محبت اور خلوص کا مظاہرہ کیا تھا۔اتنے برس پہلے وہاں جانے کے راستے بھی اچھے نہیں تھے پھر پہاڑی سفر ویسے بھی دشوار ہوتا ہے لیکن محترمہ نے کمال ہمت اور خوشی سے یہ سفر کیا۔اس جذبے سے بھی ان کی کشمیر کی سرزمین سے محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔

محترمہ نے اس وقت آزاد کشمیر کی لیڈرشپ سے کہا کہ وہ کوئی تعلیمی اور طبعی منصوبہ بنائیں۔وہ اس کی تکمیل کے لیے مالی امداد کریں گی۔یہ منصوبہ ایک مدت تک مادر ملت کو پیش نہ کیا گیا لیکن جب کے۔ایچ۔خورشید آزاد کشمیر کے صدر بنے تو انہوں نے مادر ملت کو ان کی ہدایت اور خواہش کے مطابق ایک منصوبہ بتایا اور کراچی میں ان کی خدمت میں پیش کیا۔اس منصوبہ کو محترمہ فاطمہ جناح نے پسند کیا اور اس کے لیے ۱۱ لاکھ کی رقم ۶۱-۱۹۶۰ء میں دی۔چنانچہ آزاد کشمیر کے دور افتادہ مقامات، دھیرکوٹ، کھڑک اور چمیاٹی میں جو سکول ہیں وہ اسی منصوبہ سے تکمیل ہوئے اور محترمہ فاطمہ جناح کے نام سے منسوب ہیں۔مظفر آباد کے سی۔ایم۔ایچ میں جو زنانہ حصہ تکمیل ہوا وہ بھی مادر ملت کی مالی امداد

سے بنا تھا۔ چنانچہ اس یونٹ کا نام بھی محترمہ فاطمہ جناح کے نام پر رکھا گیا ہے جو آج بھی اس عظیم بھائی کی عظیم بہن کی یاددلاتا ہے۔لاکھوں مریض یہاں سے شفایاب ہوکر گئے ہیں۔

ایثار اور قربانی کی ایسی مثالیں ہمارے ملک میں کم ہیں حالانکہ صاحب ثروت لوگ بھی بہت ہیں جو بڑی آسانی سے قوم اور ملک کی ایسی خدمت کرسکتے ہیں لیکن یہ جذبہ کہنے سے تو پیدانہیں ہوتا، یہ تو انسان کی اپنی سوچ ہے، کردار ہے کہ وہ اس طرح کے کام کرے۔

قائداعظم نے بھی، ہم سب جانتے ہیں کہ ملک کے بے شمار تعلیمی اداروں کو اپنی محنت اور خون پسینے کی کمائی ہوئی دولت دی۔ آفرین ہے ایسے لوگوں پر جو قوم کے لیے باعث فخر ہیں۔صدیوں کے بعد ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں جو اتنے اعلیٰ کردار کے حامل ہوں ورنہ اپنی جیب سے دینا تو درکنار قوم کا پیسہ اپنی ذات کے لیے بے دریغ خرچ کرنے میں ہمارے اکثر لوگ کوئی شرم محسوس نہیں کرتے۔ قائداعظم اور محترمہ کی زندگی تو ہمارے لیے حب الوطنی، ایمانداری، محنت، خلوص اور کردار کی ایک درخشاں مثال ہے جس سے ہمیں رہنمائی ملتی ہے۔

مادرملت جب انجمن اسلامیہ سیالکوٹ کے صدر خواجہ حاکم دین کی دعوت پر جناح اسلامیہ کالج کے افتتاح کے لیے تشریف لائیں تو دیگر مصروفیات کے ساتھ انہوں نے کشمیریوں کے ایک وفد سے بھی ملاقات کی تھی اور کشمیری مہاجرین کے کوائف اور حالات دریافت کیے اور اس کے لیے ایک لائحہ عمل بھی تیار کیا۔

محترمہ فاطمہ جناح نڈر، مخلص اور جمہوری اقدار پر یقین رکھتی تھیں۔ان کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ کشمیری عوام کو بھی جمہوری طریقے سے اپنے ملک کے فیصلے کے لیے حق خورارادیت ملے اور وہ کشمیر کا الحاق پاکستان سے کریں۔کشمیری عوام اس جلیل اور عظیم القدر رہنما کو اپنی محسنہ اور ہمدرد سمجھتے تھے۔جن کی قیادت اور رہنمائی سے قوم بہت جلد محروم ہوگئی۔

جب محترمہ نے قوم کے اصرار پر ایوب خان کے خلاف ۱۹۶۴ء میں صدارتی انتخاب کی مشکل جنگ لڑی، تو جموں وکشمیر کے عوام اور تمام لیڈروں نے ان کا ساتھ دیا تھا ان میں چوہدری غلام عباس، سردار ابراہیم، اور کے۔ایچ۔ خورشید شامل تھے بلکہ کے۔ایچ۔خورشید تو ان کے الیکشن ایجنٹ بھی تھے اور صدارتی انتخاب کی مہم میں محترمہ کے ساتھ ہر جگہ گئے۔اس سے بھی کشمیر، کشمیریوں اور مادرملت سے ان کی محبت کا اندازہ ہوتا ہے بلکہ یہ بات بھی خالی از دلچسپی نہیں کہ قائداعظم جب ۱۹۴۴ء میں آرام کرنے کی غرض سے محترمہ کے ساتھ کشمیر گئے تو واپسی پر کم عمر نوجوان کے۔ ایچ۔خورشید کو اپنے پرائیویٹ سیکرٹری کی حیثیت سے لے گئے جو پاکستان بننے کے تاریخ ساز دور میں قائداعظم کے ساتھ رہے اور پاکستان کے حصول کی کٹھن جنگ میں قائداعظم کا قرب انہیں حاصل رہا۔اس وقت برصغیر میں قائداعظم

کا جو مقام تھا کہیں سے بھی کوئی قابل ترین شخص خوشی اور فخر سے ان کا ادنی سا کارکن بننے پر بھی فخر حاصل کرتا تھا۔ لیکن کشمیر کی برف پوش گھاٹیوں میں ان کی نظر انتخاب کے۔ایچ۔خورشید پر پڑی جوان کے لیے بہت بڑا اعزاز تھا اور جس پر وہ خود بھی بہت فخر محسوس کرتے تھے۔

کشمیر کے حوالے سے مادر ملت کے مختلف بیانات بھی ان کی اس سرزمین سے محبت اور پاکستان کی سلامتی کے لیے اس کا الحاق ہمارے لیے مشعل راہ ہیں۔ میں ان کے چند بیانات یہاں بتانا چاہوں گی۔ جس سے ان کی کشمیر سے گہری وابستگی کا احساس ہوتا ہے اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ پاکستان کے استحکام کے لیے کشمیر کو کتنا اہم سمجھتی تھیں۔

انہوں نے انجمن تاجران کراچی کو دسمبر ۱۹۴۸ء میں مخاطب کرتے ہوئے کشمیر کو زندگی اور روح کا مسئلہ کہا تھا اور یوں اپنا پیغام دیا تھا اور فرمایا ''کشمیر ہماری روح اور زندگی کا مسئلہ ہے''۔ اس وقت پاکستان کو مختلف اہم مسائل کا سامنا ہے اور یہ مسلمہ امر ہے کہ ان میں مسئلہ کشمیر سب سے اہم ہے۔ مدافعتی نقطہ نظر سے کشمیر پاکستان کی زندگی اور روح کی حیثیت رکھتا ہے۔ اقتصادی لحاظ سے کشمیر ہماری خوشحالی کا منبع ہے۔ پاکستان کے بڑے دریا اسی ریاست کی حدود سے گزر کر پاکستان میں داخل ہوتے ہیں اور ہماری خوشحالی میں مدد دیتے ہیں۔ اس کے بغیر پاکستان کی خوشحالی خطرے میں پڑ جائے گی۔ اگر خدا نہ کرے ہم کشمیر سے محروم ہو جائیں تو قدرت کی عطا کردہ نعمت عظمی کا بڑا حصہ ہم سے چھن جائے گا۔ کشمیر ہماری مدافعت کا کلیدی نقطہ ہے۔ اگر دشمن کو کشمیر کی خوبصورت وادی اور پہاڑوں میں مورچہ بندی کا موقع مل جائے تو پھر یہ اٹل امر ہے کہ وہ ہمارے معاملات میں مداخلت اور اپنی مرضی چلانے کی کوشش کرے گا۔ بس اپنے آپ کو مضبوط اور طاقتور قوم بنانے کے لیے یہ انتہائی ضروری ہے کہ پاکستان کو دشمن کی ایسی سرگرمیوں کی زد میں نہ آنے دیا جائے۔ اس لحاظ سے کشمیر کی مدد ہمارا اولین فرض ہو جاتا ہے۔

پھر ۱۹۶۴ء کے الیکشن کے دوران مادر ملت نے دسمبر ۱۹۶۴ء میں مسئلہ کشمیر کے متعلق کھلنا، مشرقی پاکستان میں کہا:

''مسئلہ کشمیر بات چیت سے نہیں بلکہ دوسرے ذرائع سے حل ہوگا۔ میں نہیں جانتی کہ ملک دوسرے ذرائع اختیار کرنے کے سلسلے میں کس حد تک تیار ہے۔ مسئلہ کشمیر ۱۷ سال پرانا مسئلہ ہے۔ یہاں تک کہ مارشل لاء کی حکومت بھی اسے حل نہیں کروا سکی۔ مارشل لاء حکومت اس مسئلے کو حل نہیں کرنا چاہتی۔ مجھے معلوم نہیں کہ اس وقت صحیح صورت حال کیا ہے اور حکومت نے بھارت اور شیخ عبداللہ سے اپنے صلاح مشورے کے دوران کیا وعدے کئے ہیں۔ ہم صورت حال کا جائزہ لیں گے اور اس مسئلے کو جتنی جلدی ہو سکا حل کریں گے۔ آپ کو علم ہے کہ بھارت مقبوضہ کشمیر کو اپنے ملک میں ضم کرنے کے لیے مزید اقدامات کر رہا ہے''۔

مادر ملت نے دسمبر ۱۹۴۸ء میں کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کشمیر کے متعلق کہا تھا:

''اس وقت پاکستان کو مختلف اہم مسائل کا سامنا ہے یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ کشمیر ان سب سے زیادہ اہم ہے۔

محترمہ فاطمہ جناح نے ۹ مئی، ۱۹۴۹ء میں مظفرآباد میں کہا:

''کشمیر کے سرفروش بہادرو، تمہاری قوت ایمانی نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ تمہارے نعرہ ہائے تکبیر نے دلوں کو ہلا دیا ہے۔ آج ساری دنیا کی نگاہیں تم پر لگی ہوئی ہیں۔ تمہیں اپنے ایمان اور روحانی قوت کا واسطہ اپنے عزائم کو بلند سے بلند کرتے جاؤ۔ پہاڑوں کی چوٹیوں سے ٹکرا کر پاش پاش نہ ہونے والی یہ قوت تم کو تمہارا حق دلا کر رہے گی۔ کشمیر ہمارا ہے اور قدرت نے اسے ہر طرح سے پاکستان کا جزو بنایا ہے۔ یہ پاکستان کا ہو کر رہے گا۔ وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ میں سے ہر شخص اپنے احساس ذمہ داری کو پورا کرتے ہوئے اپنا فرض ادا کرے۔۔۔

بیانات تو وہ قوم کے ہر مسئلے پر خاص موقعوں پر دیتی تھیں۔ کشمیر کی اہمیت کو ان سے زیادہ کون سمجھتا تھا۔ محسوس بھی کرتی تھیں کہ ہم سے غلطیاں بھی ہوئیں۔ لیکن بنیادی طور پر وہ بھی ریڈکلف ایوارڈ کو اس مسئلے کی پیچیدگی کا ذمہ دار سمجھتی تھیں۔ اگر گورداسپور کا علاقہ غلط تقسیم کی وجہ سے بھارت کے پاس نہ جاتا تو کشمیر میں جانے کا کوئی زمینی راستہ بھارت کی تحویل میں نہ ہوتا اور یہ مسئلہ کھڑا نہ ہوتا۔ کیونکہ کشمیر میں جانے والے سارے زمینی راستے پاکستان سے ہی ریاست میں جاتے تھے۔

کشمیر، کشمیر میں رہنے والے اس حسین وادی جیسے تھے جہاں شبنم بھی ہولے سے گرتی ہے۔ محترمہ محسوس کرتی تھیں کہ اسے پاکستان میں شامل ہونا چاہیے اور بھارت کا غاصبانہ قبضہ وہاں ناجائز ہے۔ شاید وہ صبح طلوع ہو جب محترمہ کا یہ خواب پورا ہو۔ ویسے بھی قدرت ظلم کو زیادہ دیر تک برداشت نہیں کرتی۔ آخر کب تک وہاں آگ اور خون کی ہولی کھیلی جاتی رہے گی؟ اور لوگوں کو ان کا جائز حق اور حصہ نہیں ملے گا۔

وہ وادیاں جن کا حسن اداس ہے۔ وہ سبزہ زار جہاں خزاں کا احساس ہوتا ہے۔ وہ بہتے ندی نالے جن کی رنگینی پھیکی ہو گئی ہے۔ وہ برف پوش چوٹیاں جہاں سوگواری کی کیفیت ہے۔ وہ مظلوم لوگ جو آزادی کا سانس نہیں لے سکتے۔ وہ شہید جنہوں نے آزادی وطن کے لیے جانیں نثار کیں۔ سب پر محب الوطن پاکستانی کی طرح محترمہ فاطمہ جناح ان کے ذہن پر حاوی تھیں۔۔۔۔ اہل کشمیر ان کا احسان نہیں دے سکتے۔